New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
سونے کا پنجرہ
از قلم لیس کے اعوان
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(Continue Novel)

سونے کا پنجرہ

از ایس۔کے۔اعوان

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

ساعتوں کے رنگ وڈھنگ کبھی ایک سے نہیں رہتے یہی وجہ ہے کہ انسان ءحالات اور زندہ رہنے کے انداز..یعنی اونچ پنچ کے کھیل ہی میں چل بستا ہے۔

صبحِ کاذب کے وجود کے ثبوت کے ساتھ سورج کی ہلکی پھلکی روشنی لمحہ بہ لمحہ اندھیرے پہ برتری پا رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیارِ غیر میں مقیم اپنے اہل وعیال کی مالی بڑھوتری کے لیے جانے والے لوگوں میں ہر کوئی کسی نا کسی مجبوری میں جکڑا ہوا تھا

جیسے وحید، طفیل اور نجانے ان جیسے کئی بظاہر انجان مگر اپنے ہی ملک کے شناسا لوگ بھی شامل تھے۔جن میں سے کچھ سے تو پہلے سے بنتی تھی مگر گزشتہ روز دو اور نئے آدمیوں کے ساتھ کمرے کا اشتراک کرنا پڑا۔

کمرے میں ایک ہی ساتھ دو بستر اوپر نیچے ایستادہ تھے جو کہ کم جگہ لینے کے ساتھ دو آدمیوں کے آرام واسطے بہت تھے۔

کمرہ گرچہ اتنا صفائی ستھرائی سے آراستہ نہیں تھا مگر رہنے کے قابل تھا۔

زیادہ صفائی کا خیال اس لیے نہیں رکھا جاتا کیوں کہ وہ لوگ صبح اپنے نصیب کی دولت کمانے کی خاطر نکلتے اور اندھیرا ہونے سے کچھ دیر پہلے جب سورج آسمان سے الوداعی کرنوں کی ملاقات کرواتا۔ لوٹ آتے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے کے آپس میں اشتراک کی اصل وجہ جمع پونجی بچانا تھا کیوں کہ سب ساتھ مل کر کرایہ ادا کر دیتے ہیں جس سے کچھ نا کچھ جیب بھاری رہنے کے امکانات ہوتے۔

اور اِدھر اپنے ملک میں زیرِ بسر عزیز و اقارب جن کے خواب محض پیسوں کی موجودگی سے تکمیل تک پہنچتے۔۔ مہینے کے آخر میں شدتِ انتظار میں انتہائی یاسیت بھرے لمحے

گزارتے۔

بیرون ملک مقیم لوگ اپنے گھروں سے دور جب عید جیسے مذہبی تہوار، اپنے دل میں قربت رکھنے والے لوگوں کے قرب کی معدومیت کے ساتھ گزارتے ہیں تو اِن سکوں کا ہلکا پن جو بظاہر اتنا ہے کہ جیب آسانی سے اٹھا سکے، اِس قدر بھاری محسوس ہوتا ہے کہ دِل اِن دوریوں کی تاب نہ لا کر اپنے جذبات بہانے کے لیے آنکھوں سے اُن آنسوؤں کو جو وطن چھوڑتے وقت کچھ اچھا کمانے کی خوشی اور دوری کے غم میں ضبط کیے تھے، باہر نکالتا ہے اور اُن آنسوؤں کے ایک ایک قطرے میں اپنوں سے دوری کا غم بظاہر تو بہتا رہتا مگر یہ آنسو شاید زوال کے ذائقے سے ناآشنا ہوتے ہیں۔

وحید ایک خوبرو نوجوان تھا جو کم عمری سے ہی اپنے گھر کے معاشی حالات کو بہتر بنانے کی تگ و دو میں مصروف ہو چکا تھا حالانکہ اسکی عمر شادی کو پہنچ چکی تھی

لیکن وہی مسائل راہ میں حائل تھے

اچھا گھر کاروبار جائیداد سب ہوں تبھی رشتے دیکھے جاتے

وہ پہلے زمانے تھے جب صورت و سیرت تمیز تہذیب معانی رکھتی تھی۔

چند ایک گھرانوں کے علاوہ اب مڈل کلاس طبقہ بھی آہستہ آہستہ اپنی روایات کو پس

پشت ڈال کر دنیاداری کو ترجیع دے رہا ہے۔

وحید اب اپنے نئے ساتھیوں سے گھل مل چکا تھا مگر اُن نئے چہروں میں ایک شخص کی

باتیں اُسے بہت بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ معلوم نہیں یہ سب کسی تجسس کے باعث تھا

یا اُن باتوں میں زیرِ ذکر اپنے دیس کے حالات اور واقعات کارفرما تھے۔

ایک روز اپنے بستر پہ بیٹھے وحید اخراجات کی فہرست بنا رہا تھا۔ جب محب خان نے

مداخلت کی

یہ تم کیا ہر وقت کسی منشی کی طرح حساب کتاب کرتا رہتا ہے

بحرین آنے سے قبل کہیں منشی تو نہیں رہ چکے ؟؟

سوالیہ نظروں سے معصومیت بھرے چہرے اور آنکھوں میں شرارت لیئے ایک نیا

"کٹا" کھولنے کی تیاریوں میں تھا

محب خان گرچہ پٹھان تھا مگر اپنی عمر کا، گزشتہ حصہ شہر میں گزارنے کی وجہ سے اردو بولنے میں خاصی مہارت رکھتا تھا، بانسبت باقی پٹھانوں سے۔

اُس کی عمر ستائیس سال کے لگ بھگ تھی اور قد قدرے اونچا تھا، شکل وصورت میں بھی بھلا معلوم ہوتا تھا۔۔داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور چہرہ قدرے سرخی مائل تھا جو اُسے مزید پرکشش بناتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں معلوم وہ یہاں اِس جگہ کس مجبوری کے تحت آیا ہے، بہرحال اِس کی کہانی بھی باقیوں سے مختلف نہیں ہو گی"

وحید اکثر اُسے دیکھتے وقت سوچتا تھا مگر کبھی خیالات نے خود کو لفظوں کا پیراہن دیا ہی نہیں۔

بس یار کچھ خرچ لکھ رہا تھا

تنخواہ ملنے والی ہے اس بار گھر تھوڑے زیادہ بھیجنے ہیں

اور کچھ قرض کی ادائیگی بھی کرنی ہے

سی پی آر بھی نیا بنوانا ہے

جبکہ ویزہ کے لیئے کمیٹی میں پانچ دینار جمع کروانے

کیونکہ عنقریب ویزہ ختم ہونے والا ہے

اتنا سب کہہ کر وحید پھر اپنے حساب کتاب میں مصروف ہو گیا

وحید کی باقی آدمیوں سے زیادہ محب خان سے بنتی تھی۔

محب خان ہمیشہ ہی کوئی نئی داستان سنایا کرتا تھا۔ وحید اُس کے اندازِ بیاں کا گرویدہ ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات وہ خود اُس سے کچھ سننے کی فرمائش کر گزرتا۔ لیکن ایسا تب ہی ہوتا جب محب خان کچھ بھی سنانے کو تیار نہیں ہوتا کیوں کہ وہ اپنی من مانی کا قائل تھا۔

جب دل کیا کچھ سنا دیا اور جب دل نے چاہا منع کر دیا، مگر وحید سے دوستی کے باعث اُس کے انکار کو اقرار میں بدلنا مشکل کام نہیں تھا۔

اگلے روز رات کا وقت تھا اور وہ کام سے واپس آ چکے تھے۔۔

سورج اپنی کرنوں کے جال واپس کھینچ چکا تھا مگر آسمان نے روشنی کے کھینچ لیے جانے پر کئی تاروں پہ محیط چراغ جلا لیے تھے۔

کمرے میں بدستور روشنی تھی کیوں کہ محب خان قہوہ بنانے میں ماہر تھا، آج بھی اپنا کام کر رہا تھا اور اکثر وہ قہوہ بناتے اور پلاتے وقت ہی کچھ نا کچھ سنا دیا کرتا تھا۔

کمرے میں چار آدمی رہتے تھے۔ تین تو موجود تھے مگر چوتھے کی نوکری کچھ عرصہ کے لیے رات کے وقت متعین کی گئی تھی۔ کمرے میں دو بستر تھے جن پر اوپر نیچے ایک

ایک آدمی کے سونے کے لیے جگہ بنائی گئی تھی۔اِس حالت سے بیرونِ ملک مقیم لوگ واقف ہوں گے۔ بہر حال چوتھے کا نام تسکین احمد تھا جو بنگلا دیش سے آیا ہوا تھا۔

دائیں جانب ایک اور کمرہ تھا جس میں دوسرے ساتھی آرام کرتے تھے۔

محب خان قہوہ بنانے کی غرض سے دیگچی گیس سیلنڈر کے چولہے پر چڑھا چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آج بھی کچھ سناؤنا"

وحید نے خواہش ظاہر کی کیوں کہ آج کافی دنوں بعد وہ کچھ سنانے سے گریزاں نظر آرہا تھا تاہم محب خان نے اپنی توجہ اُس کی جانب مبذول کر لی۔

"میں آج تم لوگوں کو اپنے ہی علاقے کی ایک داستان سنانے جا رہا ہوں، معلوم نہیں کہ کتنا وقت لگے، مگر تمہیں ساری سننی پڑے گی"

اُس نے آگ کی رفتار قدرے کم کر دی تا کہ آسانی سے سُنا سکے اور بیچ میں کوئی "انہونی" نہ ہو۔

"ضرور سناؤ"

یہ آواز افضل کی تھی جو وحید کے دائیں جانب چٹائی پر بیٹھا تھا۔ افضل بھی تیس بہاریں دیکھ چکا تھا اور اُس کا تعلق کسی پسماندہ علاقے سے تھا۔

"یہ کہانی میری اپنی بستی نور آباد سے شروع ہوتی ہے، ہمارے علاقے میں بارہ مہینے ٹھنڈ کا موسم رہتا ہے،

ہر دس دن بعد بارش ضرور ہوتی جس سے ہمارے ہاں زراعت کا پیشہ کافی زیادہ ہے۔"

دونوں منہمک ہو کر اُس کو سن رہے تھے۔

چودھویں کی رات تھی اور اُس ماہ پچھلے چودہ دنوں سے بارش نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے موسم بتدریج کم ٹھنڈا تھا۔ یا یوں کہہ لو کہ موسم کے زیر و بم کسی انہونی کا پیش خیمہ تھے، بستی میں اتنی ٹھنڈ ضرور تھی کہ گرمی کا شائبہ نہیں ہوتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاند کی روشنی اپنی آب و تاب سے ہر سو چاندنی پھیلا رہی تھی اور رات کے تقریباً بارہ بج رہے تھے، ہر سو ہو کا عالم تھا، دور دراز سے گیڈر اور باقی جانوروں کی چند لمحوں بعد نکلنے والی خوفناک آوازیں۔۔۔۔ لمحے بھر کے لیے گاؤں میں بسنے والے لوگوں کے مویشیوں کے لیے ڈر کا باعث بنتی تھیں۔

ہمارا گھر بستی کے پچھواڑے میں بہنے والی ندی کے قریب تھا۔ شام کے وقت ہمارے ہاں باہر نکلنا خطرے سے بھرپور تھا جس کی وجہ سے سارے بستی والے اپنے کام کاج ختم کر کے عشاء کے بعد بستر پہ دراز ہو جاتے، مگر اِسے قسمت کہیں یا بدقسمتی کیوں کہ اُس روز میں چارپائی پر صحن کے وسط میں لیٹے، نیند سے خالی آنکھیں لیے برگد کے دیو قامت اور ضخیم درخت کے پیچھے چاند کو تک رہا تھا، جو درخت کے پیچھے کھڑا ہو کر شرما رہا تھا جیسے جانتا ہو کہ میری نظریں اُس کی چاندنی کے تعاقب میں ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ندی کے بیچ بہنے والے پانی میں کسی کے گزر ہونے سے پیدا ہونے والی آواز میرے کانوں میں واضح سنائی دے رہی تھی۔ یہ آواز دو بار میرے کانوں تک سنائی دی جیسے دو جاندار اِس ندی سے گزرے ہوں۔

میں آج تک سنتا آیا تھا کہ یہ ندی پُراسرار ہے، جب ہی یہاں شام کے بعد کوئی نہیں آتا مگر میں نے کبھی اِن باتوں پہ کان نہیں دھرے تھے۔

پر آج مجھے اپنا آپ خود کی مخالف میں کھڑا دِکھائی دیا۔

"گزرنے والے انسان ہیں یا حیوان؟"

اِس سوال نے میرے ذہن میں سوچوں کے دروازوں کو جیسے بند کر دیا تھا، کیوں کہ اِس لمحے کسی انسان کا باہر نکلنا محال تھا اور جہاں تک بات جانور کی ہے تو ہمارا گھر ندی کے قریب ہے جہاں سے دن میں انسانوں کی آمدورفت ہوتی ہے جس کی وجہ سے رات کو کسی جانور کی یہاں آنے کے لیے ہمت نہیں ہوتی تھی۔تاہم اِس سوال نے کہ قدموں کی چاپ سے پانی کی جو آواز نکلی تھی وہ کس کے پاؤں کے پانی سے مدغم ہونے کے بعد ہوئی؟۔۔۔میری آنکھوں میں خوف کے ساتھ ساتھ جو نیند سے پہلے ہی خالی تھیں۔۔۔۔دماغ اور حتیٰ کہ پورے جسم میں خاص کر میری ریڑھ کی ہڈی میں ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔

چند لمحے تو سب کچھ ساکت رہا۔۔۔ جیسے وقت, مناظر, چاند اور اُس سے کچھ فاصلے پر ہلکے سے کالے بدل، آگے بڑھنا بھول گئے ہوں، یا تبدیلی کے مراحل سے ناآشنا ہو چکے ہوں' یا پھر میں نے پلک جھپکنا بند کر دیا ہو اور میری آنکھوں نے چند ثانیے پہلے کے واقعے کو قید کر کے میرے جسم کے تمام حصوں تک پہنچا دیا ہو اور میرے دماغ کی وہ جگہ۔۔۔۔۔ جہاں کسی حسینہ کی یاد بستی ہے ہاں اُس جگہ بھی اپنا ڈیرا جما لیا ہو۔

مگر کچھ وقت بعد میرا یہ اندازہ غلط ثابت ہوا جب ساکت ماحول میں کسی چیخ نے پناہ لی تھی اور مجھ سے کچھ فاصلے پر سوئے ہوئے ابا جان، چونک کر اٹھ بیٹھے۔ اور اِس کے ساتھ ہی کچھ دیر تک بستی کے لوگ اور میں ندی کے کنارے کھڑے تھے۔

"ہا! پھر کیا ہوا؟"

دونوں نے یک دم کہا جو پلک جھپکنا بھول چکے تھے۔

محب خان جو اندازہ کر چکا تھا کہ قہوہ تیار ہو چکا ہے اور قہوہ پیالے میں ڈال کر وحید اور افضل کو دے رہا تھا پھر گویا ہوا۔

"ندی کے کنارے پہنچ کر ہم یہ دیکھ کے ششدر رہ گئے کہ وہاں ہڈیوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا، مجھے محسوس ہوا جیسے چند لمحے قبل میں نے پانی میں ہونے والی ہلکی سی چاپ, صرف چند سیکنڈ ہی سنی تھی، بالکل ویسے ہی چند لمحوں میں اُس جاندار کے جسم سے ماس اتار دیا گیا ہو اور ہڈیوں کو غیر اہم جان کر رکھ دیا گیا ہو 'ہاں خدوخال سے اندازہ ہو رہا تھا کہ جس کی ہڈیاں ہیں وہ انسان تھا ء مگر میرے لیے یہ اور بھی خوف سے بھری یاد تھی کہ میں نے اُس لمحے دو بار ندی سے پار ہوتے ہوئے پاؤں کی چاپ سنی تھی ء مگر مجھے اُس لمحے خوف سے زیادہ افسوس تھا، کاش ! میں اُس لمحے دوسری چاپ پہ دھیان نہ دیتا تو اتنا خوفزدہ نہ ہوتا' میں نے یہ سب چاند کی جانب دیکھتے ہوئے سوچا تھا جو برگد کے درخت کو پیچھے چھوڑ کر میرے سامنے کھڑا تھا اور اُس لمحے یوں لگا کہ جیسے یہ چاند میری بے بسی پہ ہنس رہا ہو۔

"شاید اسی لیے یہ برگد کے درخت سے نکل کر میرے سامنے آ کھڑا ہے"

میں نے اندازہ کیا ہی تھا کہ ایک آواز جس نے میرے پورے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا, توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔

"میرا بیٹا عمر خان کچھ دیر پہلے ندی کی جانب گھر سے نکلا تھا"

سسکیوں سے بھری آواز بستی کے بڑے یعنی نور خان کی تھی جس کے نام پر یہ بستی آباد تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے اپنے پاؤں سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اور میرا دل کیا کہ نور خان سے کہہ دوں کہ وہ جو سب کچھ کہہ رہے ہیں 'جھوٹ ہے، مذاق ہے۔

نور خان کی آواز سنتے ہی سب گاؤں والوں پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا، میرے علاوہ

باقی سب مغموم ہو چکے تھے مگر میں اب تک یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ میرے اندر حیرت جیت چکی ہے یا پھر غم!

ایک سچے دوست سے بچھڑنے کا غم"

کچھ دیر بعد یہ خبر پوری بستی میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی اور اُس روز سے مجھے ندی کے پُراسرار ہونے پر کوئی شک وشبہ نہیں رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اِسی ندی میں میری بیوی غائب ہوئی تھی اور آج دیکھو! میرا بیٹا بھی اِسی کی نذر ہو گیا"

اِس بار آواز میں قدرے زیادہ غم تھا اور سسکیوں کی رفتار جیسے رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"کیا! اُس کی بیوی بھی؟"

وحید نے حیرت زدہ ہو کر سوال کیا۔

"ہاں اُس کی بیوی بھی"

یہ واقعہ بھی اپنے اندر ایک کہانی رکھتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے آباؤاجداد بتاتے آئے ہیں کہ نور خان جو کسی دوسرے علاقے سے تعلق رکھتا تھا

اور اکثر و بیشتر کسی نا کسی دشمن کے پیچھے ہوتا۔۔اِس بار بھی عین اپنے کام کے مطابق

یہاں آن پہنچا تھا، جہاں ہماری بستی تھی، تب یہاں پر کسی گھر کا نام و نشان نہیں تھا۔

بس درخت تھے، ندی اور اِکاڈُکا آدمی یہاں سے گزرتا تھا۔

بہرِ صورت نور خان یہاں دشمن کے پیچھے بھاگتا بھاگتا آن پہنچا تھا، دشمن ہانپتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور اُس کی رفتار بھی لمحہ بہ لمحہ کم ہو رہی تھی جب کہ دشمن پر غلبہ پانے کی خواہش میں نور خان کے پاؤں۔۔دوڑنے میں مزید تیزی دِکھا رہے تھے۔

اچانک بھاگتے بھاگتے نور خان کے دشمن کا پاؤں پتھر سے ٹکرایا، اور گرتے ہی اِس کا سر ندی کے کنارے پر پڑے پتھروں میں سے ایک پہ جا لگا اور سر سے خون نکل رہا تھا مگر اُس لمحے اِس خون کی قیمت زندگی سے تو بڑھ کر نہیں تھی، اپنے سر سے نکلتے خون کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اُس نے اٹھنا چاہا تھا کہ کمر پر ایک لات پڑی اور وہ یقیناً نور خان ہی کی تھی۔

اُس روز بھی چودھویں کی رات تھی، یقیناً تب برگد کا درخت بھی ہوگا اور یہ سب رازوں سے واقف ہوگا، کتنا اچھا ہوتا اگر یہ بولتا اور ہم سن سکتے 'محب خان نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"نور خان نے کسے مارا تھا؟ اور اُس سے کیا دشمنی تھی؟"

اٹھنے والے سوال کے تعاقب میں جا کر معلوم ہوا کہ یہ آواز افضل کی تھی۔

"دراصل گرنے والا شخص ایبٹ اینڈرسن تھا! ایک عیسائی، جو قتل و غارت کو پسند کرتا تھا، اور بہنے والا خون اگر کسی مسلمان کا ہو تو بہت اعلیٰ۔ یہی وجہ دشمنی کا باعث بنی."

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہا جاتا ہے کہ یہ نور خان کا اِس خطے میں آخری دشمن تھا، اور اپنے پہلے دشمن کو مارتے وقت اُس نے یہ عہد کیا تھا کہ جس جگہ آخری دشمن کو موت ہو گی۔۔ اُسی جگہ اپنے نام سے بستی آباد کرے گا۔

"مگر اِس سب کا نور خان کی بیوی اور بیٹے کی موت سے کیا تعلق؟"

وحید نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تعلق ہے! بہت گہرا تعلق"

اُس نے قہوے کی ایک سپ لینے کے بعد پیالے کو سفید چٹائی پر رکھتے ہوئے کہا۔

"دراصل جب نور خان دشمن تک پہنچا تب شام کا وقت تھا، ستاروں کے جھرمٹ میں چاند کی روشنی تاریکی کو معدوم کر رہی تھی مگر وہاں رہنا کسی خطرے سے خالی نہیں تھا پر نور خان خطروں میں رہنا پسند کرتا، اُس لمحے اُس نے سوچ لیا تھا کہ آج کی رات یہیں بسر ہو گی اور ایبٹ اینڈرسن کو کل صبح اپنے گاؤں لے جا کر سب کے سامنے موت کے گھاٹ اتار دے گا، مگر شاید قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔

نور خان نے ایبٹ کو ایک درخت کے نیچے رسیوں سے باندھ دیا تھا' یقیناً یہ درخت وہی برگد کا درخت ہو گا، نور خان نے اتنا مضبوط باندھا تھا کہ پانچ آدمی بھی اپنی پوری

طاقت لگاتے تو اُس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے تھے اور اب تو ایبٹ زخمی بھی تھا، سو اس کے لیے باہر نکلنا ناممکنات میں سے تھا۔

نور خان نے قریب سے لکڑیاں اکٹھی کیں اور ندی سے کچھ فاصلے پر پتھروں کو آپس میں رگڑ کر آگ جلانے لگا تا کہ رات کے وقت آگ سے حرارت پا سکے، ارد گرد پہاڑ تھے اور بڑے بڑے درخت، وہ بے خوف و خطر تھا، مگر کچھ فاصلے پر موجود سبز جھاڑیوں میں سے کسی کی سبز آنکھیں یہ سب منظر دیکھ رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بڑے بڑے پہاڑوں سے ٹکرانے والی چاند کی روشنی جب اُن پہ موجود اونچے اونچے شیشے نما پتھروں پر پڑتی۔۔وہ پتھر جو درختوں کے جھنڈ سے قدرے دور تھے، آسانی سے دیکھے جا سکتے تھے اور ان پہ پڑنے والی سفید روشنی مانو کسی حور کے مسکرانے کے بعد دانتوں کے درمیان میں سے پھوٹنے والی موتیوں جیسی روشنی کی مترادف تھی۔۔۔آسانی سے دیکھی جا سکتی تھی۔

اردگرد بڑے پہاڑوں کے وسط میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر درختوں کا جھنڈ ءاور اُس جھنڈ میں سے نکلنے والی جانوروں کی آوازیں پہاڑوں سے ٹکرا کر واپس پہنچ آتی تھیں،اِن آوازوں کا دورانیہ کم تھا مگر اِن میں وقفہ نہ ہونے کے برابر۔

چاند کی روشنی ندی سے بہنے والے شفاف پانی میں دِکھائی دیتی اور یوں لگتا کہ جیسے چاند اِس ندی کو آئینہ بنا کر اپنا حُسن دیکھ رہا ہو اور مغرور سا ہو کر اپنی خوب صورتی کے جلوے مزید اِس پانی کے حوالے کرتا ہو،پر ہاں بیچ میں بادل کسی پردے کی طرح حائل ہو جاتے مگر چاند کا حسن برقرار رہتا،اور روشنی ذرا کم سہی مگر اتنی ضرور تھی کہ ندی کے قریب بیٹھنے والا شخص منہ ہاتھ دھوتے وقت چاند کے عکس کے ساتھ اپنا عکس بھی دیکھ سکتا تھا۔

پہاڑ کے دامن میں کسی آدم زاد کا اکیلے بنا خوف کے رات گزرانے کا ارادہ یقیناً بہت

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خطرناک فیصلہ تھا۔

آگ جلانے کے بعد نور خان نے آرام کی غرض سے آنکھیں بند کر لی تھیں، آگ کی ہلکی پھلکی آواز کبھی کبھی شعلوں کے اوپر اٹھتے ہی کچھ زیادہ ہوتی مگر زیادہ تر آگ اپنے تواتر سے جل رہی تھی۔

رات کے کسی پہر گیدڑ کی آواز سن کر اُس کی نیند میں خلل واقع ہوا جس سے اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔اُسے یہ دیکھ کر تسلی ہوئی کہ ایبٹ بھی اب خوابِ خرگوش میں غرق ہو چکا تھا۔اُس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔

چند لمحوں بعد کسی کے پاؤں کی چاپ سے اُس کی آنکھ کھلی، آنکھ کھلتے ہی حیرت کی حد نہ رہی جب درخت کے نیچے بندھے گئے ایبٹ کا صرف دھڑ موجود تھا اور سر، جسم سے الگ ہو چکا تھا مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ سر آخر گیا کہاں؟

نور خان نے بنا جوتے پاؤں میں ڈالے، درخت کی طرف دوڑ لگا دی، پہنچ کر اُس نے دیکھا کہ دھڑ کو ایسے الگ کیا گیا تھا جیسے دھڑ الگ کرنے والا صدیوں سے اس کام میں ماہر ہو، اُس لمحے اُس کے ذہن میں میری طرح یہی سوال ابھرا تھا۔

"انسان تھا یا حیوان؟"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محب خان نے ہاتھوں کا اشارہ اپنی جانب کرتے ہوئے کہا جس سے واضح تھا کہ وہ اپنے بارے میں بات کر رہا ہے۔

"اف! پھر کیا ہوا"

دونوں نے بیک وقت پوچھا۔

"نور خان نے دیکھا کہ دھڑ کے کاٹے جانے کے بعد خون کے نشان بدستور موجود ہیں، اُس نے نشانات کا پیچھا کرنا چاہا، وہ بہادر انسان تھا مگر اِس لمحے نہ جانے کیوں اُس کے دل کی دھڑکن بھی اُس کے تیز قدموں جیسی تھی، اُس کے لیے فرق کرنا مشکل ہو گیا کہ آواز زیادہ پاؤں کے تیز چلنے کی ہے یا سماعت تک پہنچنے والی آواز دھڑکنوں کی تیز تیز "دھک دھک" کی ہے۔

اُس کے اندر حیرت, خوف اور ڈر بدستور موجود تھے، دونوں میں برابری پائی جاتی تھی اور وہ بھی اِس فیصلے پر کان نہیں دھرنا چاہتا تھا کہ زیادہ خوف ہے یا ڈر ؟۔۔ مگر اُس کی حیرت کو مات ہو گئی جب اُس نے دیکھا کہ خون کی حد صرف ندی کے کنارے تک تھی، اِس سے زیادہ تشویش ناک یہ بات تھی کہ کسی کے پاؤں تک کا نشان نہیں تھا۔

ڈرتے اور دھڑکتے دل کے ساتھ اُس نے ندی کے وسط میں طائرانہ نظر دوڑائی مگر وہاں پڑے پتھر پر۔۔جو پانی سے قدرے اوپر اٹھا ہوا تھا۔۔کسی کے خون کا نشان موجود نہیں تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ کچھ دیر اور یہاں قیام کرے اور حقیقت کا پتا لگائے مگر یہاں رکنا ناگزیر تھا۔اُس نے ایبٹ کے دھڑ کو بہتی ندی میں پھینکا اور صبح ہونے سے کچھ دیر پہلے کے وقت،جب روشنی ہلکی ہلکی سی جھلک دِکھا رہی تھی اور اندھیرے کے وجود پہ سبقت لے رہی تھی۔۔عین اُس وقت وہ روانہ ہوا۔

اپنی بستی واپس جانے پر اُس نے اول تو سب کو مبارک باد پیش کی،تاہم اپنے آخری دشمن کی موت کے بارے میں جب اُس نے سب کو بتایا تو مشکل سے انہوں نے یقین کیا،مگر یقین کر لیا گیا کیوں کہ وہ سب نور خان سے اچھی طرح واقف تھے۔اِس واقعے کے بعد جب اگلی دفعہ چودھویں کا چاند نکلا تھا,عین اُسی روز نور خان نے فیصلہ کیا کہ اپنے گاؤں میں موجود چند دوستوں کو وہ جگہ دِکھاؤں جہاں پہ نئ بستی بنانے کا ارادہ

ہے، پر اُس کا اصل مقصد ایبٹ کی انہونی موت کے بارے میں پتا لگانا تھا۔

چودھویں کی رات وہ اور اُس کے دوست اُسی جگہ موجود تھے جہاں پر اُس نے ایبٹ کو باندھا تھا، اُن دوستوں میں میرے ابا جان بھی شامل تھے۔

نور خان نے منہ دھونے کی غرض سے جب ندی کے کنارے بیٹھ کر اپنے ہاتھ آگے کیے تو اُسے شُبہ ہوا کہ ندی میں کسی کی ہڈیاں موجود ہیں، اُس پہ یہ راز منکشف ہوا کہ یہ ہڈیاں ایبٹ کی ہوں گی، مگر زیرِ طلب بات یہ تھی آخراِن سب کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اُس نے اپنے دوستوں سے اِس بات کا تذکرہ نہیں کیا کیوں کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ سب ڈر جائیں اور جہاں اُس کا آخری دشمن مرا اُس جگہ بستی کے آباد کرنے پر مخالفت کریں۔

وہ سب اگلی صبح واپس روانہ ہو گئے، تین ماہ بعد وہاں ندی کے آس پاس قریب قریب

سو گھر آباد تھے، اور اِس بستی کو نور آباد کا نام دیا گیا، سب اِس نئی اور خوب صورت جگہ بسنے پہ خوش تھے مگر نور خان ہمیشہ اُس واقعے کی اصل وجہ کی تلاش میں رہتا۔

اگلے ڈیڑھ سال تک سب کچھ معمول کے مطابق چلتا رہا مگر ایک رات, جب نور خان کی بیوی مغرب کے وقت لکڑیاں اٹھانے کی غرض سے ندی کے کنارے پہنچی، اُس وقت شام کا اندھیرا اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا، تب وہ لکڑیاں اٹھانے نہیں گئی تھی بل کی قدرت نے اُسے اپنی میت اٹھانے بھیجا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اُس کی چیخ نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا مگر سب کے پہنچنے تک، وہاں صرف ہڈیاں پڑی تھیں۔۔۔

جیسے۔۔۔وہ ہڈیاں، ماس کھانے والے کے لیے بے وقعت ہوں، اور وہ صرف ماس سے اپنا پیٹ بھرتا ہو۔

سب اِس بات پہ غم اور ڈر کے زیرِ اثر تھے، جب کہ نور خان، میری طرح، خوف اور غم میں یہ تمیز نہیں کر پا رہا تھا کہ برتری کس کی ہوئی ہے؟

تب میں اور عمر ایک دوسرے کے پکے دوست تھے۔ ہماری عمریں، دس سال تھیں۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں اپنے دوست کی موت، اور عمر اپنی ماں کے ساتھ ساتھ اپنا انجام دیکھ رہا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اُس کے بعد سے کسی نے شام کے بعد گھر سے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی۔ نور خان نے بہت کوشش کی کہ پتا چلا سکے، آخر اِس موت کے پیچھے کیا وجہ ہے؟ مگر کوئی بھی معلوم نہیں کر پایا تھا، عمر خان کی موت تک سب اِس وجہ سے بے خبر تھے۔

مگر جب اُس کی جوانی میں موت ہوئی، تب ہر شخص نے تہیہ کر لیا کہ موت کی وجہ کی تہہ تک پہنچیں گے۔

اور پھر ایک روز یہ راز معلوم ہوا کہ وہ برگد کا درخت، کسی پری کا گھر تھا، اور جھاڑیوں کے پیچھے سبز آنکھیں اُسی کی تھیں، تاہم جس روز ایبٹ کو باندھا گیا تھا، عین اُسی روز وہ پری, انسانوں سے خفا ہوئی تھی۔میری عمر سترہ تھی، جب ہم نے گاؤں چھوڑا تھا۔۔
کیوں کہ یہ راز معلوم کرتے کرتے بہت سی جانیں اپنے انجام تک پہنچیں، حتیٰ کہ میرے بابا بھی!

اب کی بار اُس محب خان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں قطار در قطار گر رہی تھیں۔
اور حیدر کو اپنا جواب مل چکا تھا، اُس سوال کا جواب جس نے کبھی لفظوں کا پیراہن نہیں پہنا تھا۔اور قہوہ بدستور ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

□□□□□□□□□

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews